

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط و ترتیب: مولانا مفتی عبدالمعصم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلة کے درسی افادات

باب ما جاء في زيارة الإخوان

بھائیوں (اور دوستوں) کی ملاقات کا بیان

○ حدثنا محمد بن بشار والحسين ابن أبي كثة البصري قالنا ثنا يوسف بن يعقوب المدوسي اخبرنا سنان القسماني عن عثمان بن أبي سودة عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: من عاد مريضاً أوزار أخاله في الله ناداه مناد أن طبت وطاب ممشاك وتبوات من الجنة منزلاً..... هذا حديث غريب..... وأبوسنان اسمه عيسى بن سنان..... وقدرى حماد بن مسلمة عن ثابت عن أبي رافع عن أبي هريرة عن النبي ﷺ شيئاً من هذا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی کسی مریض کی عیادت کرے یا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے کسی مسلمان بھائی کی ملاقات کرے تو ایک فرشتہ اس کو آواز دیتا ہے کہ تو مبارک ہو تیرا چلنا مبارک ہو اور تو جنت میں بڑا رتبہ پاوے..... یہ حدیث غریب ہے..... اور ابوسنان نام عیسیٰ بن سنان ہے..... اور حماد بن مسلمہ نے حضرت ثابت سے انہوں نے ابو رافع سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے اس حدیث کا کچھ حصہ روایت کیا ہے۔

توضیح و تشریح:

اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مریض کی عیادت اور کسی مسلمان بھائی کے ساتھ ملاقات کے لئے جانے میں کتنا بڑا اجر و ثواب ہے۔؟ تو ایک دوسرے کے ساتھ میل ملاپ رکھنا اور دوستوں، قریبوں، نسبی رشتہ داروں اور دینی بھائیوں، روحانی رشتہ داروں کی ملاقات کے لئے جانا اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا محبوب عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب اور

معصوم مخلوق فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے اور اس آدمی کی دنیا اور آخرت کی بھلائی کے لئے دعائیں دیتا ہے۔ طیب و طاب ممشاک و تبوات من الجنة منزلاً۔

اس میں دنیوی زندگی اور اخروی عیش کی بہتری کی دعائیں دی گئی ہیں۔ طیب کے معنی ہیں تو مبارک ہو تیری بھلائی ہو تیرا عیش بہتر ہو۔ و طاب ممشاک تیرا یہ چلنا مبارک ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اس سے کنایہ ہے کہ آخرت کے سفر کے راستے پر چلنا بہتری کیساتھ ہو۔ رزائل اخلاق سے پاک ہو اور مکارم الاخلاق سے مزین ہو۔

وتبوات من الجنة منزلاً:

فرشتوں کی دعائیں حاصل کرو:

اس جملہ میں آخرت میں جنت کے درجات عالیہ عظیمہ کے حاصل ہونے کی دعا ہے۔ پس ذرا غور کرنا چاہیے کہ کسی مسلمان کے لئے اس سے بہتر دعا کون سی ہو سکتی ہے۔ کہ اس میں اس کی دنیوی عیش کے بہتر اور مبارک ہونے کی دعا ہو اور آخرت میں جنت کے اعلیٰ درجات پانے کی۔ تو اگر کسی کا دل یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فرشتہ اس کے لئے دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی اور بہتری کی دعا کرے تو اس کے لئے چاہیے کہ مریضوں کی بیماری پر سی کے لئے جایا کرے۔ نیز متعلقین اور دوستوں اور بالخصوص علماء اور صلحا کی زیارت اور ملاقات کے لئے جایا کرے۔ تو اس کو فرشتوں کی دعائیں حاصل ہو جائیں گی جس کے مقبول ہونے کی ہکی امید رکھی جاسکتی ہے۔

باب ما جاء فی الحیاء

حیاء کا بیان

○ ثنا ابو کریب أخبرنا عبدة بن سليمان وعبد الرحيم ومحمد بن بشر عن محمد بن عمرو أخبرنا أبو سلمة عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: الحياء من الايمان والايمان في الجنة والبذاء من الجفاء والجفاء في النار. وفي الباب عن ابن عمرو أبي بكر وأبي أمامة وعمران بن حصين. هذا حديث حسن صحيح.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان (یعنی اہل ایمان) جنت میں ہوگا اور بے حیائی و بد خلقی، ظلم اور بے وفائی ہے اور بے حیائی و بد خلقی کرنے والے جہنم میں ہوں گے۔ اس باب میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت ابوامامہ اور عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اجمعین سے بھی روایات © rasailojaraid.com

توضیح و تشریح:

اس باب میں حیاء کی فضیلت و اہمیت بیان ہوئی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے اور بعض روایات میں حیاء کو عین ایمان قرار دیا گیا ہے اور جس میں حیاء ہو اس میں ایمان بھی ہوگا۔ تو وہ جنت میں جائے گا۔ اور جس میں حیاء نہ ہو بے حیا، فحش گو اور بدخلق ہو تو گویا اس نے ایمان باللہ کا جو وعدہ کیا ہے اس نے وہ وعدہ پورا نہیں کیا۔ اس نے بے وفائی کی، جفا کی اور ظلم کیا، تو ایسا آدمی جہنم میں جائیگا اور بعض روایات میں یہ مفہوم بھی ذکر ہوا ہے کہ حیاء اور ایمان دونوں جزواں ہیں جب ان میں سے ایک چلا جائے تو دوسرا بھی اسکا ساتھ دے کر چلا جاتا ہے۔ یعنی حیاء کے چلے جانے سے ایمان بھی جاتا ہے۔ پس بے حیاء آدمی میں ایمان نہیں ہوگا لہذا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

حیاء کیا ہے؟

لغت میں کسی چیز کی بابت معیوب بننے کے خوف سے جو تغیر اور انکسار انسان پر طاری ہو جاتا ہے اس کا نام حیاء ہے۔ لیکن شریعت کی اصطلاح میں حیا اس خصلت کو کہا جاتا ہے جو انسان کو قباغ سے روکنے کا باعث بنے اور کسی حقدار کے حق میں کوتاہی کرنے سے اسے روکے۔ (تحفۃ الاحوذی)

پس اگر ذرا غور کیا جاوے تو یہی خصلت انسان کے لئے بریک کا کام دیتا ہے جب کسی گاڑی کا بریک صحیح اور مضبوط ہو تو رفتار کے دوران خطرہ سامنے آتے ہی بریک لگانے سے گاڑی کھڑی کر کے خطرے سے بآسانی بچائی جاسکتی ہے۔ اور جب کسی گاڑی میں بریک نہ ہو اور اسے رکوانے کا سسٹم خراب ہو تو وہ کسی بھی جگہ ٹکرا کر یا کسی بھی گھڑے میں گر کر تباہ ہو سکتی ہے، شرک، کفر، زنا، چوری، ڈاکہ اور دیگر منکرات اور قباغ انسان کے لئے مہلک خطرات ہیں اور اس کی ہلاکت کے گھڑے ہیں۔ انسان کے اندر حیاء کا جو ہر موجود ہو تو وہ ان قباغ اور مہلک خطرات سے بچ سکتا ہے۔ اور حیاء نہ ہو تو ان میں واقع ہو کر تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ لہذا دین کیلئے سب سے اہم چیز حیاء ہے۔ حیاء نہ رہی تو دین نہیں رہتا۔ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ۔ وان اعدمت الحیاء فافعل ما شئت۔ یعنی جب تو نے حیا کھودی تو پھر جو چاہو کرو۔ کیونکہ پھر تو تیرے اندر برائی اور قباغ سے رکوانے کا جو ہر ہی ختم ہوا ہے اور اب تو کسی بھی قبیح کے ارتکاب سے نہیں شرمائیگا۔

اور یہی وجہ ہے کہ طاغوتی مشن کی علبردار تو تیں مسلمانوں کو دین اور مذہب سے بیزار کرنے کیلئے بھی حربہ استعمال کر رہی ہیں کہ اسلامی معاشرہ میں فحاشی و عریانی عام ہو جائے اور مسلمان مرد اور عورتیں حیاء سے عاری ہو جائیں۔ اخبارات، ٹی وی، آر آر سی ڈیز کے ذریعے فحش تصاویر اور حیاء سوز پروگرامز نشر ہوتے ہیں نیز این جی اوز وغیرہ کے ذریعے مسلمانوں کو بے حیا اور فحاش بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ گویا وہ اس نکتہ کو سمجھ چکے ہیں کہ حیا نکل جانے سے دین خود بخود نکل جاتا ہے۔ اس وجہ سے وہ مختلف طریقوں سے مسلمانوں کے اندر بے حیائی پھیلانے پر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اور جہاں بھی ان کی چال چلی ہے تو وہاں معاشرہ بے دینی کی طرف جا رہا ہے۔ دوسری

طرف مسلمانوں کی دینی غلامی کا یہ عالم ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جو کہ مصداق ہیں اس قول کے کہ: ”اے طیب جملہ عتھائے ما“ جو کہ امت کے ہر مرض کے طیب ہیں۔ وہی پیغمبر ﷺ ان کو ہلاکت سے بچنے کے لئے جس زہر سے پرہیز کو لازمی قرار دے رہے ہیں وہی میٹھا زہر مسلمان دشمن کے ہاتھوں سے لے لے کر پی رہا ہے۔ اور اس کو اپنی ہلاکت کا احساس تک نہیں ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کو بیدار ہونا چاہیے اور بے حیائی اور فحاشی کا اس سیلاب سے اپنے آپ اور اپنے اہل و عیال کو بچانے کی فکر کرنی چاہیے تاکہ جہنم سے نجات حاصل کر سکیں۔

باب ما جاء فی التائی والعجلة

وقار تدر اور عجلت پسندی کا بیان

○ ثنا نصربن علی أخبرنا نوح بن قیس عن عبد الله بن عمران عن عاصم الأحول عن عبد الله سرجس المزني أن النبي ﷺ قال: ألزمت الحسن والتؤدة والاقصاء جزء من أربعة وعشرين جزءا من النبوة. وفي الباب عن ابن عباس - هذا حديث حسن غريب.

حدثنا قتيبة أخبرنا نوح بن قيس عن عبد الله بن عمران عن عبد الله بن سرجس عن النبي ﷺ نحوه ولم يذكر فيه عن عاصم والصحيح حديث نصربن علي

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سرجس مزنی رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سجدگی تدر اور میانہ روی نبوت کا چوبیسواں جزء ہے۔ اور اس باب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت آئی ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

دوسری روایت میں بھی یہی مضمون نقل کیا ہے اس لئے متن حدیث ذکر کرنے کے بجائے ”نحوہ“ کہہ کر اسی پر اکتفا کیا البتہ دونوں روایتوں کی سند میں قدرے فرق ہے۔ اس وجہ سے اس کو علیحدہ روایت قرار دیا گیا۔ سند کا فرق یہ ہے کہ پہلی روایت امام ترمذی رحمہ اللہ نے نصر بن علی سے روایت کی ہے نیز اس روایت میں عبداللہ بن عمران اور عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان عاصم أحول کا واسطہ آیا ہے اور دوسری روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قتیبہ سے روایت کیا ہے اور اس میں حضرت قتیبہ نے عبداللہ بن عمران اور حضرت عبداللہ بن سرجس مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان عاصم کا واسطہ ذکر نہیں کیا ہے۔ باقی دونوں نے ایک ہی طرح کی حدیث نقل کی ہے لیکن

آخر میں امام ترمذیؒ نے فرمایا کہ نصر بن علی کی حدیث (یعنی پہلی روایت) صحیح ہے۔

توضیح و تشریح: اس باب میں یہ بیان ہو رہا ہے کہ وقار، سنجیدگی، تامل اور تدبیر کیساتھ کوئی فیصلہ کرنا، نیز اعتدال، میانہ روی، حلم، بردباری اور منصف مزاجی کے ساتھ کوئی کام انجام دینا کا ملین کی صفت ہے اور جلدی یا عجلت پسندی بری خصلت ہے۔ پہلے والی صفات حسنہ انبیاء کرام علیہم السلام کی خصال میں سے ہیں اور عجلت پسندی شیطان کی طرف سے ہے۔

السمت الحسن:

کا معنی ہے اچھا رویہ، بہتر طور طریقہ اور سنجیدگی۔ التؤدۃ اور التانی دو نوں ہم معنی ہیں یعنی کسی کام میں سوچ، تدبیر اور تامل اختیار کرنا اور جلدی نہ کرنا۔

الاقتصان: قصد سے مأخوذ ہے اور اس کا معنی ہے اعتدال اور میانہ روی سے کام لیتا، افراط و تفریط سے بچتا۔

جزء من اربعة وعشرين جزءا من النبوة:

اس میں دو احتمال ہیں (۱) پہلا احتمال یہ کہ ان صفات کا مجموعہ نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ ان صفات میں سے ہر ایک صفت نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔ اور اسی دوسرے احتمال کی تائید دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت انسؓ کی ایک مرفوع روایت میں ہے۔ السمت الحسن جزء من خمسة وسبعين جزءا من النبوة۔ یعنی اچھا رویہ اور سنجیدگی نبوت کا پچھتر واں جزء ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس خاص عدد کے مذکور ہونے سے مراد کثیر ہے تحدید نہیں ہے۔

اور علامہ توربشہیؒ فرماتے ہیں۔ والطريق الى معرفة ذلك العدن ووجهه بالاختصاص

من قبل الراى والاستنباط مسدود فانه من علوم النبوة۔

ترجمہ: یعنی راى اور اجتہاد کے ساتھ اس عدد اور اس کی وجہ تخصیص معلوم کرنے کے لئے راستہ بند ہے کیونکہ یہ علوم نبوت میں سے ہے۔ (جو کہ اجتہاد سے معلوم نہیں کیا جاسکتا)

جزء نبوت ہونے کا مطلب:

یہ جو ذکر ہوا کہ سنجیدگی، تدبیر اور میانہ روی نبوت کا ایک جزء ہے اس سے کیا مراد ہے یا درکھیں کہ اس سے یہ مراد نہیں لیا جاسکتا کہ نبوت میں تجزی آتی ہے اور یہ مراد بھی نہیں لیا جاسکتا کہ جس آدمی میں اس قسم کی صفات جمع ہو جائیں تو وہ نبی بن جائے گا۔ کیونکہ نبوت وحیی اور عطائی چیز ہے۔ اس میں انسان کے کسب و عمل کا دخل نہیں۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ خصال، خصال نبوت ہیں اور یہ صفات ان کے فضائل کے اجزاء میں سے ہیں لہذا ان اجزاء میں ان انبیاء کرام کی پیروی کریں تو فضائل نبوت کے بعض اجزاء تم بھی حاصل کر سکو گے۔